سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

# اخلاص کی اہمیت اور برکتیں

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج۔ ۳۷)

''اللہ کے پاس نہ تو ان قربانیوں کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ہی ان کا خون بلکہ ان کے پاس تو تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے یعنی (اللہ کے ہاں) تمہارے دلی جذبات پہونچتے ہیں۔''

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔''

یعنی تمہارے اعمال کا دارومدار نیت پر ہے کہ آپ لوگوں نے جو عمل کیا اس میں اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور خوشنودی کس حد تک ملحوظ خاطر ہے۔

**اخلاص عمل کی ضرورت:** محترم حاضرین! اللہ کی رضا کے لئے آج اگر ہم اپنی عبادات وافعال کا محاسبہ کریں تو یہ نوے فیصد مخلوق کی رضا اور خوشنودی سے خالی نہیں ہوتے' غرض ہی دکھلاوا اور ریا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے اسلاف کی میراث میں ملے ہوئے لوٹے اور مصلی وغیرہ کو دیکھ کر صرف اپنے آپ کو مسلمان کہنا شروع کر دیا جبکہ ''اسلام صرف ایک نام ہی نہیں بلکہ ایسے اعتقادات پر مشتمل ہے جس کے اجزائے ترکیبی اخلاق واعمال اور عبادات ہیں اور ان میں صحت کا مقام تب حاصل ہوگا جب اس میں اخلاص نیت جو تمام احکامات کی روح ہے موجود ہو' جس جسد میں روح نہ ہو وہ ایسا لاشہ ہے جس کی دنیا میں کوئی قیمت نہیں تو آخرت میں کیا ہوگی۔

**قربانی کی حقیقت:** آیت کریمہ ذی الحجہ میں جو قربانی کی جاتی ہے بظاہر اسی کے بارے میں ہے لیکن یاد رکھیں کہ کلام مجید اس عظیم بادشاہ اور مالک الملک کا کلام ہے جس میں ہزاروں مسائل اور احکامات کا حلال وحرام ہونا

معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تو قربانی کی روح اور حقیقت بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر صرف جانور کو ذبح کر کے محض خود کھانے اور کھلانے' نہ جانور کا خون بہانا اللہ کی رضا وخوشنودی کا باعث بن سکتا ہے اور نہ (ہمارے) جانور کے خون اور گوشت کی رب العالمین کو ضرورت ہے اور نہ خدمت جلیلہ جل جلالہ میں ہمارا یہ خون اور گوشت پہونچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو چیز اس قربانی سے مطلوب ہے اور قربانی کرنے والوں کے لئے باعث اجر وسنت ابراہیمیؑ کی پیروی ہے وہ صرف دلوں کا اخلاص اور نیت ہے جو اللہ کے ہاں پہونچتا ہے کہ فلاں شخص نے کسی رضامندی اور میرے محبت میں اپنی محبوب ترین چیز اس کے نام پر قربان کی۔

**قربانی کی شرط:** عید قربان کے موقع پر قربانی کی شرائط میں آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں کہ کئی ناسمجھ یا نام ونمود کے دلدادہ لوگ عید کی قربانی بھی صرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ لوگوں میں میری مالداری کا چرچا ہو کہ فلاں صاحب نے اتنا قیمتی یا اتنے زیادہ جانور ذبح کئے۔ ''میں قصداً اسے ذبح کہتا ہوں کیونکہ اس پر قربانی کا اطلاق ہوتا ہی نہیں'' اور بعض نادان اصحاب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن پر قربانی لازم نہیں ہوتی۔ مقروض اور نہ مقررہ نصاب کے مالک ہوتے ہیں قرض لے کر صرف اس لئے ذبح کرتے ہیں کہ نہ کرنے کی صورت میں لوگ ہنسیں گے کہ یہ شخص قربانی کرنے کا بھی نہ رہا۔ ایسے لوگوں نے دکھلاوے کیلئے پکنک تو کر لی مگر اجر وثواب کا ملنا ان کی لوگوں کی خام خیالی ہے۔

**عمل صالح کی مقبولیت:** محترم دوستو! جیسے قربانی کرنا اللہ کا حکم ہے ویسے اس کے صحت وعدم صحت کا دارومدار نیت واخلاص پر ہے' اسی طرح تمام اعمال کا دارومدار اسی پر ہے۔ طلباء کرام موجود ہیں' بخاری شریف کا ابتدائی اور اہم مشعل راہ نبویؐ فرمان ہے جو مسلمان اپنے عمل کو ''الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ

ترجمہ: ''اور اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اس کو اٹھالیتا ہے'' (سورۃ فاطر۔۱۰)

یعنی ستھرے کلام سے مراد اللہ کا ذکر' تلاوت قرآن' علم ونصیحت کی باتیں' یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں اور قبولیت وعظمت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں' کا مصداق بنانا چاہے تو اسی فریم ورک کے حدود میں رہ کر ادا کرنا ہوگا ان قیود کی پامالی کرنے والا اپنے عمل کو بھی غارت سمجھے

**اخلاص نیت:** عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ '' یقول انما الاعمال بالنیات وانما لأمری مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کان ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔ سارے اعمال کا دارومدار نیت پر ہی

ہے اور آدمی کو وہ کچھ ملے گا' جس کی اس نے نیت کی ہو پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ کیلئے ہجرت کی غرض اس کا اللہ ورسول کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ اور کوئی دنیاوی مقصد نہ تھا تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہوگی اس کا مطلب یہ کہ اسے اس عمل کا ثواب ملے گا اور جس شخص نے کسی دنیاوی' مادی غرض یا کسی عورت کے حصول نکاح کیلئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لئے سمجھی جائے گی اسی وجہ سے ایک اور مقام پر حضرت ابوہریرہؓ نے حضورؐ کا ارشاد ذکر فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا' یعنی اللہ کے دربار میں جب پیشی وحساب ومعاملہ ہوگا۔ عمل صالحہ نام کے اعمال تو ایک شخص نے ڈھیروں کئے ہوں گے مگر نیت اللہ تعالیٰ کیلئے نہ تھی تو بدکاروں کے کیمپ میں داخل ہوگا اور اگر اعمال صرف خلوص نیت سے فرائض تک محصور ہوں' حرام سے محفوظ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے کیمپ میں داخل کرنے کا پروانہ عطا فرمادے گا۔

**رضائے ربانی کی برکات:** معزز سامعین! والدی وشیخی ومرشدی حضرت مولانا عبدالحق برداللہ مضجعہ فرمایا کرتے تھے کہ علم جو کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت وصفت ہے اسکے حاصل کرنے کے لئے اولین چیز اخلاص ہے یعنی خالصۃً لوجہ اللہ علم کا حصول پھر دین پر عمل اور پھر حکمت ودانائی کے ساتھ اشاعت دین وتبلیغ ہو۔ اگر اس میں نمائش اور نام نمود ہو تو ہرگز کامیابی نہیں' اگر ہزاروں لوگ واہ واہ کریں مگر عنداللہ اس کی قبولیت نہیں۔ اور جن علماء نے اخلاص وصحیح نیت کے ساتھ علم حاصل کرلیا ان کا نام قیامت تک زندہ رہتا ہے۔ علمائے حق جو علم کا اخلاص کے ساتھ علوم نبوت کے نور سے منور ہوئے۔ ایسے علماء اور ائمہ ہدیٰ پر جتنی مدت گزرے اتنا ہی ان کا فیض اور مقبولیت نکھر کر پھیلتی اور بڑھتی جاتی ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔ گندم کا دانہ جب روئے زمین پر موجود ہے تو کچھ بھی نہیں مگر جب مٹی میں دب جائے' نمائش باقی نہیں رہتی' تو دس دن بعد اسپر برگ وبار آنا شروع ہوجاتا ہے' یہی حال اس شخص کا ہے جس نے اپنے آپ کو مٹایا' تکبر' خودپسندی' شہرت کو ترک کرکے اخلاص نیت پیدا کیا خدا نے اس کو بغیر اس کی خواہش کے شہرت سے نمایاں فرمایا۔ اگرچہ اس کی خواہش نہ ہو نہ اس کا ارادہ ہو مگر خلوص نیت سے جو اعمال کئے جائیں ان اعمال کا طبعی نتیجہ یہی ہے۔ کاش اگر آج پوری امت جو فتنوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھری ہوئی ہے۔ دشمنوں کی یلغار ہے' یک زبان ہوکر اخلاص نیت سے اللہ کے حضور سربسجود تائب ہوکر یہ عزم کریں کہ یا اللہ ہم اپنی یہ مستعار اور چندروزہ زندگی تیری رضا اور تیرے دین کی سربلندی میں گزاریں گے تو امت کی یہ ہزیمت اور شکست وریخت عظمت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں تبدیل ہوسکتی ہے مگر شرط یہ کہ اخلاص نیت ہو۔

**دیندار لوگوں کا ہدیہ:** حضرت زید بن میسرہؓ سے نقل کیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اسکی اغراض وافکار کو دیکھتا ہوں۔ اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اسکی

خاموشی کو فکر اور اسکے کلام کو بھی ذکر بنا دیتا ہوں اگر چہ وہ کلام نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کو دیکھیئے کہ اگر عمل اللہ کے لئے ہو تو پھر اس عمل کرنے والے کی خاموشی کو بھی عبادت میں محسوب فرما دیتے ہیں۔ حضرت عون بن عبداللہؒ فرماتے ہیں دیندار حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات بطور تحفہ وہدیہ لکھ کر بھیج دیا کرتے تھے۔

نمبرا۔　جو آخرت کیلئے عمل کرتا ہے (یعنی اس کا عمل صرف اللہ کی رضا کیلئے ہو) اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

نمبر۲۔　جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں (معلوم ہوا ظاہری احوال کے درست ہونے کا دارومدار باطن پر موقوف ہے۔ اگر کسی نے اپنا ظاہر اور چال ڈال بزرگوں جیسا بنایا ہے مگر باطن کفری عقائد، فسق وفجور کے تصورات سے بھرا پڑا ہے۔ تو اسکی ظاہری حالت اسکے دجل وفریب کی غمازی کر رہی ہے۔

نمبر۳۔　جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اسکا معاملہ درست فرما دیتے ہیں سامعین محترم یہ تینوں باتیں اگر ان پر کماحقہ عمل کیا جائے تو انسان کے اخروی ودنیوی کامیابی کے لئے کیمیا اور آب زر سے بڑھ کر ہے تینوں میں اگر غور کیا جائے تو اصل معاملہ وہی اخلاص نیت کا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ ہر نیک عمل کا تعلق اللہ سے جوڑا جائے۔ حسن بصریؒ قرآنی آیت "قل کل یعمل علی شاکلتہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "شاکلتہ" سے مراد نیت ہے یعنی جیسی نیت ہوگی ویسا عمل ہوگا۔

<u>ہر عمل میں نیت کی ضرورت:</u>　انسان کا ہر عمل نیک نیت سے عبادت بن سکتا ہے ارحم الراحمین تو مغفرت کیلئے بہانہ تلاش کرتے ہیں اللہ جل جلالہ ایسے مشفق ومہربان ہیں کہ مثلاً خوراک کھانا، مشروب پینا تو ہر حیوان بلکہ انسانوں میں فطری جذبہ، بطریقہ اتم موجود ہے اگر ایک بھوکا انسان طعام اس نیت سے کھائے کہ بھوک ختم ہو جائے تو کھانے سے یہ خواہش تو اسکی پوری ہو جاتی ہے مگر اسکا یہ کھانا اسکے لئے عبادت نہ ہوگا اور نہ اس پر اجر ملے گا اگر اسکے بجائے بھوک کے وقت یہ کھانا اس نیت سے کھائے کہ بدن میں کھانے سے طاقت پیدا ہو' تا کہ اطمینان سے عبادت کر سکوں گا۔ تو یہی فطری عادت بھوک مٹانے کا ذریعہ بننے کے ساتھ عبادت میں بھی شمار ہوگا یہی کیفیت تقضائے حاجت کی بھی ہے جو ہر انسان کا پیدائشی تقاضا ہے اگر اس حاجت کے ادائیگی کے وقت یہ نیت بھی ہو کہ فراغت حاجت کے بعد عبادت دلجمعی اور چین وسکون سے ادا کر سکوں گا تو یہ عمل بھی کار ثواب ہوا۔ آج کل ہر انسان جب تعمیر کرتا ہے، اسکے لوازمات میں کھڑکی اور روشندانوں کا خصوصی خیال رکھتا ہے تا کہ تازہ ہوا، آکسیجن کا دخول اور بدبودار ہوا کا اخراج ہو' تا کہ صحت کے اصول کے تمام تقاضے پورے کرے اگر اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ خاطر رکھ کر نیت کر لے کہ اسکے ذریعہ مسجد سے نماز کے اوقات میں اذانوں کے سننے کا بھی اہتمام ہوگا تو یہی تعمیر دنیوی مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ عبادت واجر و ثواب کا ذریعہ بن سکتی ہے آج اطباء حضرات اکثر مریضوں کو واک یعنی ورزش کی تاکید کا مشورہ دیتے ہیں تا کہ بدن صحیح،

چاک و چوبند اور امراض میں کمی آئے ممکن ہے یہ فوائد حاصل ہوں مگر یقینی نہیں اگر اس چہل قدمی اور ورزش میں یہ نیت بھی شامل کرلی جائے۔ کہ بدن کو سمارٹ مستعد اور صحت منداسلئے رکھنا ہے کہ امراض ونقاہت سے بچ کر اس بدن کو اللہ کی رضا' خوشنودی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنا ہے' نیت یہ کرلی جائے تو یقیناً یہ واک بھی اجر من اللہ کا ذریعہ بن کر دارین کی کامیابی کا وسیلہ بن جائیگا یہ چند مثالیں میں نے آپ کو سمجھانے کیلئے دیں ورنہ ہر جائز عمل کا یہی انجام ہے کہ نیت عبادت سے یہ عمل بھی عابد وزاہد بننے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

**نیت عمل سے بہتر:** ایک جگہ رحمۃ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے علماء اسکی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ خیر کی نیت پر تو ہر صورت میں اجر ملتا ہے اگر چہ عمل نہ بھی کیا ہو' پر بلانیت ثواب نہیں کیونکہ اکثر و بیشتر نیت میں طول ہوتا ہے جو عمل میں نہیں۔ جیسے کوئی نیت کرتا ہے۔ کہ میں اپنے عمر میں فلاں نیکی کرونگا۔ مگر وہ اس ارادہ کی تکمیل عمر بھر نہ کرسکا۔ بعض علماء کے بقول چونکہ نیت دل کا عمل ہے اور قلب اللہ کی معرفت کا مرکز ہے اور جو چیز مرکز سے صادر ہو کر وہ بہتر ہوتی ہے اسکی مزید تشریح یہ کہ ایک حدیث میں سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا جو اپنے ساتھ ڈھیروں اور پہاڑوں جیسے نیکیوں کے انبار لائے گا' ایک آواز دینے والا پکارے گا کہ فلاں فرد کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آکر لے جائے۔ لوگ آکر اسکے نیکیوں سے اپنا اپنا حق وصول کریں گے آخر میں اسکے پاس کوئی نیکی باقی نہ رہے گی اور وہ شخص حیرانی کی حالت میں پریشانی کا شکار ہوگا۔ اس دوران مالک کون ومکان جل جلالہ فرمائیں گے میرے پاس تیرا ایک خزانہ موجود ہے جسے میں نے نہ فرشتوں کے سامنے ظاہر کیا ہے اور نہ مخلوق میں کسی کو معلوم ہے۔ عرض کرے گا یا اللہ وہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمائے گا تیری وہ نیت جو بھلائی کیلئے رکھتا تھا۔ میں نے اسے ستر گنا کر کے لکھا ہوا ہے۔ یہی نیت اس شخص کے جنت میں داخلہ کا سبب بن گیا۔

**وفات اولاد پر اجر وثواب:** آپ حضرات کو اندازہ ہوگا کہ بالغ اولاد کے فوتگی کے غم سے نابالغ اولاد کی مرنے پر والدین زیادہ غمزدہ رہتے ہیں علماء نے اسکے کئی وجوہات بیان کیے مگر میرے نزدیک اہم وجہ یہ ہے کہ نابالغ اولاد کے ساتھ محبت فطری، طبعی بلالالچ اور بے غرض ہوتی ہے۔ والدین ان کے سکون وآرام کیلئے دن رات جاگ کر خدمت پر مامور رہتے ہیں یہ اسوجہ سے نہیں کہ یہ بچے والدین کے رزق کا بندوبست کرتے ہیں۔ یہ بات والدین کے تصور میں قطعاً نہیں ہوتی کہ مستقبل میں یہ ہماری خدمت کریں گے کیا معلوم بچہ جوانی کے مرحلہ تک پہنچے گا یا نہیں۔ اسوقت والدین کی خدمت خالص اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ یہ شفقت وخدمت بے غرض ہے تو اس کا اجر بھی ہے یہ بچہ والدین کیلئے قیامت کا ذخیرہ بن کر خداوند تعالیٰ سے اصرار کرے گا کہ جب تک والدین کو جنت میں اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے تو خود بھی نہیں جائیں گے مگر اس شرط پر کہ والدین ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں الغرض اخلاص نیت سے دنیا بھی اور دین بھی ہے۔ اقوال پیغمبر علیہ السلام میں شرک اور ریا کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

**غیر اللہ کیلئے عمل پر وعید:** عن ابی سعید بن ابی فضالة عن رسول اللہ ﷺ قال اذا جمع الله الناس یوم القیامة لاریب فیه نادیٰ منادٍ من کان اشرك فی عمل عمله لله احداً فلیطلب ثوابه من عند غیر الله فان الله اغنی الشرکاء عن الشرك (رواہ احمد)

"حضرت ابوسعید ابن ابی فضالہؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں لوگوں کو محاسبہ اعمال کے لئے جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس عمل کو جو اس نے خدا کیلئے نہیں کیا تھا خدا کے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تھا۔"

(یعنی دنیا میں یہ عمل اللہ کی نیت کے بجائے لوگوں کے دکھلانے کیلئے کیا تھا) کہ اسکو چاہئے وہ اپنے اس عمل کا اجر اسی غیر اللہ سے طلب کرے جسکو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے سلسلہ میں تمام شریکوں سے بے نیاز ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو اس نیت کے مطابق سزا و جزاء دے گا جس کو اس نے دنیوی زندگی میں اختیار کیا تھا۔ نیت کی اصلاح کے بارہ محسن انسانیت کا ایک اور ارشاد گوش گزار کرلیں۔

**ارادہ پر نیکی:** عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ فیما یروی عن ربه عزوجل قال ان الله عزوجل کتب الحسنات والسیئات ثم بیّن ذالك فمن هم بحسنة فلم یعملها کتب الله عنده حسنة کاملة فان هم وعملها کتبها الله عنده عشر حسنات الی سبع مأة ومن هم بسیئة فلم یعملها کتبها الله له عنده حسنه کامله فان هوهم بها فعملها کتب الله له سیئة واحدة (رواہ بخاری)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کے بارے میں ایک فیصلہ فرشتوں کو لکھوا دیا ہے پھر اس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور پھر کسی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسکے لئے ایک نیکی پوری لکھ دیتے ہیں اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس نیکی پر عمل کرے تو اس کے نیکی کے بدلے اپنی طرف سے دس نیکیوں سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ اجور لکھ دیتے ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اسکے کرنے سے منع ہو جائے تو اللہ اپنے پاس سے اسکے لئے ایک مکمل نیکی لکھ دیتے ہیں۔"

کیونکہ اسکا برائی سے رکنا اللہ کے خوف کیوجہ سے ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد وہ گناہ کرلیا تو اللہ اس کے لئے ایک ہی گناہ لکھ دیتے ہیں۔ چونکہ ارادہ کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور جیسے پہلے عرض کیا تھا دل تجلیات

خداوندی کا مرکز ہے اس کی خبر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس لئے اس کے دل کے ارادہ میں ابھی تک ریا و نمود کا اثر نہیں۔صحابہ کرامؓ کے ظاہر و باطن ایک جیسے ہوتے تھے وہ جو بھی عمل کرتے اس میں اللہ کی خوشنودی اور رضا مطمح نظر ہوتی۔ان کے قول و فعل میں غیر اللہ اور نام و نمود کی گنجائش نہ تھی۔اسکا قطعاً یہ ارادہ نہ تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔برادری میں ناک کٹ جائے گی۔یہ حضرات تمام اعمال اللہ کی خاطر کرتے۔

عدم اخلاص کے متعلق واقعہ: اخلاص نہ ہونے اور ریا اور شہرت کی خاطر عبادت کے انجام کا واقعہ اس خطبہ کے آخر میں عبرت کیلئے سن لیں۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا! قیامت کے دن سب سے پہلے جن کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جو شہید کیا گیا ہوگا۔یہ شخص اللہ کے سامنے لایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے اس نعمت کا اظہار فرمائیں گے جو اس شخص پر کی گئی تھی۔وہ اس کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے اس نعمت سے کیا کام لیا۔وہ کہے گا میں نے آپ کی رضا کیلئے قتال کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جھوٹ بولتا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا کہ لوگ بہادر کہیں۔چنانچہ کہا جا چکا پھر اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے علم دین سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی کی ہوئی نعمتوں کا اظہار فرمائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ عرض کرے گا میں نے تیری رضا کیلئے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری ہی رضا کیلئے قرآن مجید پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

> جھوٹ بولتا ہے تو نے علم دین اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن مجید اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ قاری کہیں"

چنانچہ لوگوں نے تمہارے بارے میں یہی کہا پھر اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔تیسرا شخص وہ مالدار ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھرپور دولت دی ہوگی اور ہر قسم کا مال عطا کیا ہوگا۔اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نعمتیں بتلائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ عرض کرے گا جن راستوں میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا میں نے تیرا دیا ہوا مال ان سب ہی راستوں میں تیری رضا کیلئے خرچ کیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔جھوٹ بولتا ہے تو نے مال اس لئے خرچ کیا کہ لوگ سخی کہیں چنانچہ لوگوں نے تمہیں سخی کے نام سے مشہور کیا پھر اسکو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔رب العزت ہم سب کو اعمال کی ادائیگی میں اخلاص نیت کی توفیق سے نوازیں۔